تم اس گھر کو حضرت بی کے گھر کی طرح دیکھو گے کوئی تفرقہ تم میں اور لڑکوں کے نواسوں پوتوں میں نہ رہے گا سلیم تمہاری آج کی گفتگو سن کر میرا جی بہت ہی خوش ہوا اور تم مجھ کو ساری اولاد میں سب سے زیادہ عزیز ہو گئے۔ تم کو میں دوسروں کے لیے نمونہ اور مثال بناؤں گا اور ان کو جو تم سے بڑے ہیں تمہاری تقلید پر مجبور کر دوں گا۔

فہمیدہ اور بڑی بیٹی نعیمہ کی لڑائی

ادھر تو نصوح اور سلیم دونوں باپ بیٹوں میں یہ گفتگو ہو رہی تھی ادھر اتنی ہی دیر میں فہمیدہ اور بڑی بیٹی نعیمہ میں خاصی ایک جھوڑپ ہو گئی۔ نعیمہ اس وقت دو برس کی بیاہی ہوئی تھی پانچ مہینے کا پہلوٹی کا لڑکا گود میں تھا۔ ناز و نعمت میں پلی نانی کی چہیتی ماں کی لاڈو مزاج کچھ قدرتی تیز۔ باپ کے لاڈ اور پیار سے وہی کہاوت ہو کریلا اور نیم چڑھا اور بھی چڑچڑا ہو گیا تھا۔ اس تندی میں جھلاہا مزاج کی عورت کا کیوں گذر ہونے لگا تھا۔ گھونگھٹ کے ساتھ منہ کھلا اور منہ کا کھلنا تھا کہ سسرال کا آنا جانا بند ہو گیا۔ اب چھ چھ مہینے سے ماں کے گھر بیٹھی ہوئی تھی مگر رسی جل گئی پر بل نہ گیا باوجودیکہ اجڑی ہوئی میکے میں پڑی تھی مزاج میں وہی طنطنہ تھا کوارپنے ہی میں سو اگر کی زبان تھی کچھ یوں ہی سا لحاظ بڑی بوڑھیوں کا تھا سو بیاہے سے ان کو بھی دھتا بتائی۔ میاں جنے پیچھے تو اور بھی کھل کھیلی مردوں تک کا لحاظ اٹھا دیا۔ فہمیدہ نے میاں کے روبرو بیٹیوں کا بیڑا اٹھاتے تو اٹھا لیا تھا لیکن نعیمہ کے تصور سے بدن پر رونگٹے کھڑے ہو جاتے تھے اور جی ہی جی میں کہتی تھی کہ ذرا بھی میں اس بھڑوں کے چھتے کو چھیڑوں گی تو میرا سر مونڈ کر بھی بس نہیں کرے گی سو سو منصوبے ذہن میں باندھتی تھی مگر نعیمہ کی شکل نظر پڑی اور سب غلط ہو گئے ماں تو موقع اور محل ہی سوچتی رہی نعیمہ نے خود ہی ابتدا کی۔ بڑے سویرے بچہ حمیدہ کو دے کر خود ہاتھ منہ دھونے میں مصروف تھی۔ جب حمیدہ نے دیکھا کہ نماز کا وقت نکلا جاتا ہے بچے کو بٹھا نماز

۱؎ فرق ۱۲ ۲؎ پیچھے رہی ۱۲ ۳؎ جو بچہ سب سے پہلے پیدا ہوا ۱۲ ۴؎ کہاوت ہے ۱۲ ۵؎ نازک مزاجی۔ ہیکڑی ۱۲ ۶؎ محاورہ ہے ۱۲

پڑھنے لگی۔ بچہ اچھل[1] کھڑی ماں کا تھا بچھانا تھا کہ بلبلا[2] اٹھا۔ آواز سن کر ماں دوڑی آئی۔ دیکھا کہ
بچہ اکیلا پڑا رو رہا ہے اور حمیدہ کھڑی نماز پڑھ رہی ہے دور سے دوڑ پیچھے سے حمیدہ کے ایسی دو ہتڑ[3]
ماری کہ حمیدہ رکوع[4] سے پہلے سجدے میں جا گری۔ اُس وقت فہمیدہ کسی ضرورت سے دوسرے
قطعے میں گئی تھی۔ پھر کر آئی تو دیکھا کہ حمیدہ چبوترے پر پانی کا لوٹا لیے ہوئے سر جھکائے بیٹھی
ہے اور ناک سے خون کی تلّی[5] جاری ہے۔ گھبرا کر پوچھا کہ ابھی تو میں تمھیں نماز پڑھتی کو چھوڑ گئی تھی
اتنی ہی دیر میں یہ ہوا تو کیا ہوا دیکھوں کہیں نکسیر تو نہیں پھوٹی۔ حمیدہ بیچاری نے ابھی کچھ جواب بھی
نہیں دیا تھا کہ نعیمہ خود بول اُٹھی اے بی ہوا کیا ذرا کی ذرا لڑکے کو دے کر میں منہ دھونے چلی گئی
اس نکمی سے اتنا نہ ہو سکا کہ لڑکے کو لیے رہے آخر میں کہیں کنوئیں میں گرنے تو نہیں چلی گئی تھی
لڑکے کو بلکتا ہوا لٹا نیت باندھ نماز پڑھنے کھڑی ہو گئی۔ میں جو آئی تو یوں ہی ہولے[6] سے کندھے
پر ہاتھ رکھا تھا کہ آپ دھڑام[7] سے گر پڑی کہیں تخت کی کیل لگ گئی ہوگی۔ ماں۔ اچھا تم نے
ہولے سے ہاتھ رکھا تھا کہ نگوڑی لڑکی کے فصد کے برابر خون نکلا۔ کیسے دنیا میں لہو سفید[8] ہو گئے
ہیں نعیمہ۔ لہو سفید نہ ہو گئے ہوتے تو کیا یوں بھانجے کو روتا ہوا چھوڑ دیتی۔ ماں۔ لیکن اُس نے
بے سبب نہیں چھوڑا اس کی نماز چلی جا رہی تھی۔ نعیمہ۔ بلا سے صدقے سے نماز کو جانے دیا ہوتا تم
پیاری تھی یا بھانجا ماں۔ لڑکی ڈر خدا کے غضب سے کیا کفر بک رہی ہے اس حالت کو تو پہنچ چکی
اور پھر بھی تو درست نہ ہوئی۔ نعیمہ۔ خدا نہ کرے میری کونسی حالت تم نے بری دیکھی۔ ماں۔ اس سے
بد تر حالت اور کیا ہوگی کہ تین برس بیاہ کو ہوئے اور ڈھنگ سے ایک دن اپنے گھر میں رہنا
نصیب نہیں ہوا۔ نعیمہ۔ وہ جنم جلا[9] گھر ہی ایسا دیکھ کر دیا ہو تو کوئی کیا کرے۔ ماں۔ ہاں بیٹی سچ ہے

---

۱ تنک مزاج ۱۲ ۲ پھڑک گیا ۱۲ ۳ دونوں ہاتھوں کو جوڑ کر جو تھپڑ مارا جائے ۱۲ ۴ رکوع کے معنے ہیں گھٹنوں پر ہاتھ رکھ کر کھڑے کھڑے جھک جانا۔ نماز میں رکوع پہلے ہوتا ہے اور سجدہ پیچھے ۱۲ ۵ دھار ۱۲ ۶ آہستہ سے ۱۲ ۷ گرنے کی آواز ۱۲ ۸ محبت کے باقی نہ رہنے کو یوں تعبیر کرتے ہیں کیونکہ خون کی رنگت گرمی کی وجہ سے ہوتی ہے گرمی گئی اور خون کا پانی ہوا تو مطلب یہ ہوا کہ دلوں میں محبت کی گرمی نہیں رہی ۱۲ ۹ کوسنا ہے یعنی اس کے جسم کو لگے آگ ۱۲

میں تو تیری ایسی ہی دشمن تھی مائیں بیٹیوں کو اسی واسطے بیاہا کرتی ہوں گی کہ بیٹیاں اُجڑی ہوئی اُن کے کُھٹنے لگی بیٹھی رہیں۔ نعیمہ۔ کیا جانیں ہم کو تو آنکھیں میچ کر کنوئیں میں ڈھکیل دیا تھا سو پڑے ڈبکیاں[1] کھا رہے ہیں۔ ماں۔ خیر بیٹی اللہ رکھے تمھارے آگے بھی اولاد ہی اب تم سمجھ بوجھ کر ان کی شادی بیاہ کرنا۔ نعیمہ۔ کریں ہی گے نہ کریں گے تو کیا تمھارے بھروسے پر بیٹھے رہیں گے۔ ماں۔ میں کیا کہتی ہوں کہ میرے بھروسے بیٹھی رہنا۔ بڑا بھروسا خدا کا۔ نعیمہ۔ کیسا خُدا بھروسا اپنے دم قدم کا۔ ماں۔ یہ دوسری دفعہ ہی کہ تو خدا کی شان میں بے ادبی کر چکی ہی اب کی تو نے اس طرح کی بات مُنھ سے نکالی اور بے تامل میں تڑ دے[2] سے طمانچہ تیرے مُنھ پر کھینچ ماروں گی۔ نعیمہ۔ سچ کہنا بڑی بے چاری مارنے والیں مار و اپنی بھتیجی کو مار و اپنی لاڈو کو۔ ماں۔ کیسی بھتیجی کیسی لاڈو قربان کی تھی وہ اولاد جو خدا کو نہ مانے۔ نعیمہ۔ یہ کب سے۔ ماں۔ جب سے خدا نے ہدایت دی۔ نعیمہ۔ چلو خیر جب ہم بھی تمھاری عمر کو پہونچیں گے تو ہم بھی خدا کا ادب کریں گے۔ ماں۔ آپ کو خیر سے غیب دانی[3] میں بھی دخل ہی کہ بارے میری عمر تک پہنچنے کا یقین ہی۔ نعیمہ۔ اب تم میرے مرنے کی فال نکالو۔ ماں۔ نہ کوئی کسی کی فال سے مرتا اور نہ کوئی کسی کی فال سے جیتا جس کی جتنی خدا نے لکھ دی۔ نعیمہ۔ ورنہ تم مجھ کو کاہے کو جینے دیتیں۔ ماں۔ اتنا ہی اختیار رکھتی ہوتی تو تجھ کو آدمی ہی نہ بنا لیتی۔ نعیمہ۔ نوج کیا میں حیوان ہوں۔ ماں۔ جو خدا کو نہیں جانتا وہ حیوان سے بدتر ہی۔ نعیمہ۔ اب تو ایک حمیدہ تمھارے نزدیک انسان ہی باقی سب گدھے ہیں۔ ماں۔ حمیدہ کا تجھ کو کیا جلاپا پڑ گیا تو اس کی جوتی کی برابری تو کرے۔ نعیمہ۔ خدا کی شان یہ اُٹھک بیٹھک کر لینے سے حمیدہ کو ایسے بھاگ لگ گئے۔ فہمیدہ دو مرتبہ بیٹی کو منع کر ہی چکی تھی اور سمجھا دیا تھا کہ اگر پھر دین کی باتوں میں بے ادبانہ کلام کرے گی تو میں بے تامل منھ پر طمانچہ کھینچ ماروں گی اس مرتبہ جو نعیمہ نے نماز کو اُٹھک بیٹھک کہا تو حرارت[4] دینداری نے فہمیدہ کو بے اختیار کر دیا اور اُس نے واقع میں جیسا کہا تھا نعیمہ کے مُنھ پر ایک طمانچہ ایسے زور سے مارا کہ مُنھ ہی تو پھر گیا۔ طمانچے کا لگنا تھا کہ نعیمہ نے ایک آفت توڑ ماری۔ سب سے پہلے تو اُس نے دے دُھواں[5] دُھوں دے دُھواں دُھوں اپنے بے زبان معصوم بچے کو پیٹ ڈالا

[1] غوطے ١٢ [2] طمانچے کی آواز ١٢ [3] غیب یعنی ان دیکھی بات کو جاننا ١٢ [4] دین کیلیے جو گرمی دل میں ہو اور غصہ آجائے ١٢ [5] بچے کو مارنے کی آواز ١٢

اگر لوگ اُس کی گود سے بچے کو نہ چھین لیں تو وہ لڑکے کا خون[1] ہی کر چکی تھی۔ اُس کے بعد تو اُس نے عجب
عجب فیل[2] مچائے۔ گھنٹوں تو چیخیاں کھایا کی۔ کپڑوں کا ایک تار باقی نہ رکھا۔ نہیں معلوم اُس کا سر تھا
یا لوہے کا گولہ تھا کہ ہزاروں تو دو ہتڑ اُس پر پڑے آدھے سے زیادہ بال کھسوٹ ڈالے۔ سیکڑوں ٹکریں
دیواروں میں ماریں۔ حیرت ہے کہ وہ سر بچا تو کیونکر بچا۔ اُس کے پاگل پنے کو دیکھ کر سارا گھر تھرّا[3] اُٹھا اور
لوگ ڈرنے لگے کہ ایسا نہ ہو ہمسائے والے غل سن کر اندر گھس آئیں۔ بارے بمشکل پکڑ پکڑا کر کوٹھری
کے اندر ڈھکیل اوپر سے کنڈی لگا دی۔ نیچے گھر میں اتنا غل ہوا مگر بالاخانہ کچھ ایسا الگ سا تھا کہ نصوح
کو مطلق خبر نہیں ہوئی۔ جب سلیم باپ سے باتیں کر کے نیچے اُتر آیا تو فہمیدہ اوپر گئی۔ اُس وقت تک
خفگی[4] و غضب اور رنج و تعجب کے آثار اس کے چہرے سے نمودار[5] تو تھے ہی دور ہی سے نصوح نے
پوچھا خیریت تو ہے۔ فہمیدہ۔ اللہ تعالیٰ خیریت ہی رکھے۔ کیوں تم نے کیا سمجھ کر پوچھا۔ نصوح۔ تمھارے
چہرے پر ہوائیاں[6] اُڑ رہی ہیں ہونٹ خشک ہو رہے ہیں سر سے پاؤں تک کھڑی کانپ رہی ہو آخر
یہ سب باتیں بے سبب تو نہیں ہیں۔ فہمیدہ نے نعیمہ کی اور اپنی تمام سرگذشت[7] بیان کی۔ نصوح یہ
ماجرا سُنکر دم بخود ہو گیا۔ آدھے گھنٹے کے قریب دونوں میاں بی بی چپ سناٹے میں بیٹھے رہ گئے آخر فہمیدہ
نے کہا پھر اب کیا صلاح۔ نصوح۔ صلاح یہی ہے کہ جو ہونی ہو سو ہو اب نرمی اور رعایت[8] نہیں کرنی چاہیے
معاذ اللہ ایسا برا عقیدہ۔ بھلا کوئی کہہ سکتا ہے کہ یہ کسی اہل اسلام کے خاندان کی لڑکی ہے۔ معلوم ہوتا ہے
کہ خدا اُس کے نزدیک کوئی چیز ہی نہیں۔ مجھ کو تو اس کے ساتھ کھانا حرام ہے۔ بڑی خیریت گذری
کہ میں وہاں موجود نہ تھا ورنہ میرے روبرو ایسا کلمہ اُس کے منہ سے نکلا ہوتا تو غصہ میں تلوار
کھینچ مارتا۔ ایسی اولاد کے ہونے سے نہ ہونا اچھا۔ بہتر ہو گا کہ ابھی پالکی منگا اُس کو اُس کی سسرال
پہنچا دو۔ فہمیدہ۔ بھلا کیسی باتیں کرتے ہو بے طلب بے تقریب بھیج دیں تو ایک تو پہلے ہی سے اُس نے
اپنی عزت کو خاک میں ملا رکھا ہے رہی سہی اور بھی غارت ہو۔ مجھ کو کیا خبر تھی ورنہ تمھاری
عیادت کی تقریب سے عورت مرد سارا سمدھیانہ آیا تھا اور اس کے لے جانے کیلئے منتیں[9] کرتے تھے

[1] جان سے مار چکی تھی ۱۲ [2] فیل۔ فساد ۱۲ [3] کانپ اٹھا ۱۲ [4] غصہ ۱۲ [5] ظاہر ۱۲ [6] چہرے کے زرد ہو جانے کو ہوائیاں اڑنا کہتے ہیں ۱۲ [7] جو حقیقت گذری تھی ۱۲ [8] نرمی ملائمت ۱۲ [9] منتیں خوشامدیں ۱۲

نصوح۔ جو کمبخت عورت خدا کی عزت و حرمت نہ رکھے وہ دنیا میں ہر طرح کی بے عزتی اور بے حرمتی کی سزاوار ہے۔ جب اُس کو خدا کا پاسِ ادب[1] نہیں مجھ کو ہرگز ہرگز اُس کا پاس ہمت نہیں۔ فہمیدہ۔ میں کہتی ہوں شاید اب بھی یہ درست ہو جائے۔ نصوح۔ توبہ توبہ اُس کے دل میں مطلق نورِ ایمان نہیں وہ تو سرے سے خدا ہی کی قائل نہیں پھر کیا درستی کی اُمید۔ فہمیدہ۔ سسرال بھیج دینا تو ٹھیک نہیں نصوح۔ پھر مجھ سے کیا صلاح پوچھتی ہو جو تمھارے جی میں آئے سو کرو۔ لیکن یہ ممکن نہیں کہ اُس کے ایسے خیالات ہوں اور میں اُس کو اپنے گھر میں رہنے دوں اور جو شخص خدا ہی کو نہیں مانتا وہ کیوں اُس روزی میں شریک ہو جو ہم کو خدائے تعالیٰ اپنی مہربانی اور عنایت سے دیتا ہے۔ فہمیدہ لیکن خدائے تعالیٰ اپنا رزق کسی سے دریغ[2] نہیں رکھتا بُرے بھلے سب اُس کے یہاں سے روزی پاتے ہیں۔ نصوح۔ میں اُس کے رزق کا انسداد[3] نہیں کرتا لیکن میں اپنی کمائی میں منکرِ خدا کو شریک نہیں کرنا چاہتا۔ فہمیدہ۔ ایسی سختی سے گھر میں کوئی کا ہیکو رہنے لگا۔ نصوح۔ میں اُس گھر کی فکر میں ہوں جہاں مجھ کو ہمیشہ رہنا ہے دنیا کا گھر چند روزہ گھر ہے آج اُجڑا تو اور کل اجڑا تو ایک نہ ایک دن اُجڑیگا ضرور۔ کیا میرے آباد کرنے سے آباد رہ سکتا ہے۔ فہمیدہ۔ ہاں لیکن ایک مرے پیچھے اُجڑنا اور ایک جیتے جی اُجڑنا ان دونوں میں بڑا فرق ہے۔ نصوح۔ لیکن تم دل کی ایسی کچی تھیں تو تم نے ہامی[4] کیوں بھری اور تمھارا یہ حال ہے تو واقع میں خاندان کی اصلاح ہو نہیں سکتی۔ فہمیدہ۔ کیا اولاد کے واسطے جی نہیں کڑھتا۔ میں نے ان کو اسی دن کے واسطے پالا تھا کہ یہ بڑے ہو کر مجھ سے چھوٹ جائیں بے شک مجھ سے تو اتنا صبر نہیں ہو سکتا۔ اتنا کہہ کر فہمیدہ کا جی[5] بھر آیا اور وہ رونے لگی نصوح۔ میں نہیں کہتا کہ تمھارا جی نہیں کڑھتا اور نہ میں یہ کہتا ہوں کہ مجھکو تمھارے برابر ان کی محبت ہے لیکن میں نے یہ بھی تو نہیں کہا کہ تم ان کو چھوڑ دو۔ فہمیدہ۔ کیوں ابھی تم نے نعیمہ کو سسرال بھیج دینے کے لیے نہیں کہا۔ نصوح۔ کیا نعیمہ کبھی سسرال نہیں گئی اور سسرال بھیج دینا اور چھوڑ دینا ایک ہی بات ہے۔ فہمیدہ۔ لیکن ایک ہنسی خوشی جانا جس طرح دنیا جہان کی بیٹیاں میکے سے

---

[1] لحاظ ۱۲ [2] یعنی روزی دینے میں مضائقہ نہیں کرتا ۱۲ [3] بندی ۱۲ [4] ہاں کیوں کی تھی ۱۲ [5] یعنی اُس کو رقت ہوئی وہ رونے لگی ۱۲

جایا کرتی ہیں اور ایک لڑکر جانا اور لڑائی بھی ایسی لڑائی کہ عمر بھر ایسی نہیں ہوئی۔ مجھکو یاد نہیں کہ میں نے نعیمہ کو کبھی ہاتھ بھی لگایا ہو۔ جواب اس سے زیادہ سخت سخت اُس نے دیے۔ مگر جب وہ جواب دیتی تھی میں ہنس دیا کرتی تھی۔ اس مرتبہ نہیں معلوم میں کچھ ایسی آپے سے باہر ہوگئی کہ چھوٹتے ہی تھپڑ کھینچ مارا اتنا بھی مجھ کو خیال نہ رہا کہ یہ بیاہی ہوئی صاحب اولاد ہی۔ نصوح۔ اگر تم نے اُس کو تھپڑ نہ مارا ہوتا تو میں تم سے پوچھتا کہ تم کیسی دیندار تھیں کہ ایک شخص نے جس کے دفع کرنے پر تم کو قدرت حاصل تھی تمھارے روبرو خدا کی شان میں بے ادبی کی استخفاف و استہزا کے ساتھ اُس کا نام پاک لیا اور مطلق تم کو بُرا نہ لگا۔ فہمیدہ۔ بُرا نہ لگتا تو میں مارتی ہی کیوں۔ نصوح۔ بے شک تم نے مارا تو بہت بجا کیا لیکن اب اُس پر افسوس کرنا اپنے تئیں ملزم بنانا ہی۔ فہمیدہ۔ لیکن لڑکی جو ہاتھ سے جاتی ہی۔ نصوح۔ یہ حالت تمھارے لیے ایک امتحان کی حالت ہی۔ ایمان اور اولاد دو چیزیں ہیں۔ اور سخت افسوس کی بات ہی کہ ان دونوں کا اکٹھا ہونا ممکن نہیں معلوم ہوتا۔ اس واسطے کہ ہماری اولاد دین کی عدو اور ایمان کی دشمن ہی۔ اگر اولاد کا منھ کریں تو دین و ایمان ہاتھ سے جاتا ہی اور اگر ایمان کا حفظ کریں تو اولاد چھوٹتی ہی۔ پس تم کو اختیار ہی دونوں میں سے جس کو چاہو لو۔ فہمیدہ۔ میں ایمان لوں گی میں ایمان لوں گی جو عاقبت میں میرے کام آئے گا۔ نصوح۔ جزاک اللہ صد آفریں ہی تمھاری فہم پر بے شک ایمان بڑی چیز ہی۔ فہمیدہ۔ رہی اولاد کیا کروں چھاتی پر پتھر رکھوں گی۔ مجکو کیا خبر تھی کہ اس پیٹ کم بخت کو یوں آگ لگے گی اور اُس ناشاد کو کمہ میں ایسے کیڑے پڑیں گے۔ فہمیدہ۔ یہ کہہ کر بڑی درد و حسرت کے ساتھ روئی کہ اُسکو دیکھ کر نصوح بھی بے قرار ہو گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد نصوح بولا کہ دل کو مضبوط رکھو اور اللہ کو یاد کرو جب تمھاری نیت بخیر ہی تو سب ان شاء اللہ بہتر ہی بہتر ہوگا۔ وہ بڑا قادر ہی چاہے تو دم کے دم میں ہماری ساری اولاد کو ولی کر دے۔ دُعا کرو کہ اللہ ان کو نیک راہ دکھائے۔ فہمیدہ۔ رواں رواں دعا کر رہا ہی اللہ ہی قبول کرے اور اُسی سے کو لگی ہی۔ نصوح

---

۱ یعنے بلا انتظار۔ بے تامل ۱۲ ۲ دور کرنے۔ ہٹانے ۱۲ ۳ حقارت کے ساتھ ۱۲ ۴ ہنسی اور ٹھٹے کے طور پر ۱۲ ۵ خبرداری کریں۔ بچائیں سنبھالیں ۱۲ ۶ خدا تم کو اس کا بدلہ دے ۱۲ ۷ سمجھ ۱۲ ۸ چھاتی پر پتھر رکھنا۔ مصیبت کو برداشت کرنا۔ صبر کرنا ۱۲ ۹ کو شاد کہ خوش نہ رہے ۱۲ ۱۰ خدا کے دوست یعنے اُس کے مقبول بندے ۱۲ ۱۱ آس اُمید ۱۲

بھلا نعیمہ کوٹھری کے اندر کیا کر رہی تھی۔ فہمیدہ۔ رو رہی تھی اور کیا کر رہی تھی۔ میں چلتے ہوئے کہہ آئی تھی کہ کواڑ کھول کر اس کو پانی وانی پلا دینا۔ نصوح۔ اور کھانا۔ فہمیدہ۔ کیا خوب نہ ابھی دو دن نہ چار دن ابھی سے کھانا۔ نصوح۔ یہ تو بڑی خرابی کی بات ہے۔ فہمیدہ۔ اور کیا۔ بڑا رونا تو کھانے ہی کا ہے۔ وہ مجھ سے چاہے مہینوں نہ بولتی مگر کھانا کھا لیتی تو کچھ اندیشے کی بات نہ تھی۔ اُدھر اُس کو تکلیف ہو گی اِدھر بچہ دودھ کو بھڑکے گا۔ نصوح۔ تم اپنا دودھ پلا دینا۔ فہمیدہ۔ میں تو اُسکو سو دفعہ پلاؤں مگر اللہ رکھے سیانا بچہ ہے۔ ماں کی گود پہچانتا ہے کہتے ہیں کہ چالیس دن کا بچہ ماں کی پرچھائیں[1] دیکھنے لگتا ہے۔ اب تو سوتے کو ایک دفعہ پلا آئی ہوں۔ جاگتے میں پیئے تو جانوں کہ پیا۔ نصوح۔ کھانا کھلانے کی تدبیر ضرور کرنی چاہیے۔ میں جا کر کہوں۔ فہمیدہ۔ نہ خدا کے لیے تم اُترنا ہی مت۔ نصوح۔ میں آہستگی سے سمجھا دوں گا۔ فہمیدہ۔ مردوں کی آہستگی کا کچھ اعتبار نہیں اور پھر تمہاری آہستگی کہ ابھی باتوں ہی باتوں میں تم تلوار کھینچنے لگے تھے۔ نصوح۔ میں تم سے وعدہ کرتا ہوں کہ ان شاء اللہ کسی طرح کی سختی نہیں کروں گا۔ فہمیدہ۔ پھر بھی کیا ہوا تمہارا دخل دینا مناسب نہیں۔ آخر ایک آدمی گھر میں ایسا بھی ہونا چاہیے کہ چھوٹے بڑے سب اُس کا لحاظ کریں۔ اور فرض کیا کہ تم گئے اور رنج اُس کا تازہ ہے۔ اُس نے نہ مانا تو پھر بڑی دشواری[2] پڑے گی اور اُس کو یہ شرم دامنگیر[3] ہو گی کہ دیکھو باپ تک مجھکو سمجھا کر ہار گئے اور میں نے کسی کا کہنا نہ مانا اب جو من جاؤں گی تو باپ جی میں کیا کہیں گے۔ نصوح۔ اچھا تو ایک تدبیر کرو۔ اس کی سہیلیوں میں سے کوئی سمجھدار ہے اُس کو بلا بھیجو وہ سمجھا بجھا کر اُس کو راضی کر لے گی۔ فہمیدہ۔ ہاں یہ ایک معقول تدبیر ہے۔ میں اپنی بھانجی صالحہ کو بلاتی ہوں دونوں ہم عمر ہیں اور دونوں کی ملی بھگت[4] بھی بہت ہے۔ نصوح۔ بس تمہارے انتخاب[5] پر میرا صاد[6] ہے۔ تمہاری بہن کے گھر نماز روزے کا بھی خوب چرچا رہا کرتا ہے جمعے کے جمعے وعظ[7] ہوتا ہے صالحہ کے خیالات ضرور دیندارانہ خیالات ہوں گے۔ فہمیدہ۔ اللہ اکبر[8] اُن کے گھر کی دینداری ضرب المثل[9] ہے۔ ہماری بہن اللہ رکھے اتنی بڑی نمازن ہیں کہ انھوں نے اپنے ہوش

---

[1] سایہ ۱۲ [2] مشکل ۱۲ [3] لفظی معنی دامن پکڑنے والی مطلب یہ ہے کہ اس بات کی شرم اُس کو من جانے سے روکے گی ۱۲ [4] یعنی دونوں میں میل جول ۱۲ [5] یعنے جو تم نے صالحہ کو چنا اختیار کیا ۱۲ [6] صاد مختصر ہے صحیح کا یعنے میں بھی اُس کو صحیح سمجھتا ہوں ۱۲ [7] نصیحت کے طور پر مولوی لوگ جو بیان کیا کرتے ہیں ۱۲ [8] اللہ سب سے بڑا ہے کسی کی بڑائی کرنی ہوتی ہے تو یہ جملہ کہہ لیا کرتے ہیں جس کا مطلب یہ ہے کہ بڑی بڑائی خدا کی ہے ۱۲ [9] لوگ اُن کی دینداری کی مثال دیتے ہیں ۱۲

میں تو کسی وقت کی نماز قضا نہیں کی۔ اتنا تو بال بچوں کا بکھیڑا اُن کے ساتھ ہی اور خدا کی مرضی گھر میں سدا تنگی رہتی ہی سب کام کاج بیچاری کو اپنے ہی ہاتھوں کرنا پڑتا ہی لیکن پنج وقتی نماز اور فمی بشوق[1] کی منزل کیا امکان کہ قضا ہو۔ نصوح۔ سبحان اللہ[2] وہی لوگ بڑے خوش قسمت ہیں دنیا کے فقیر دین کے امیر۔ فہمیدہ۔ اور لطف یہ کہ ہر وقت ہشاش بشاش[3] کبھی عسرت[4] کی شکایت یا تنگ دستی کا گلہ ہم نے تو اُن کے مُنھ سے سُنا نہیں۔ اور چھوٹے بڑے سب مستغنی[5] اور سیر چشم[6] ہم کو اتنا تو خدا نے دے رکھا ہی لیکن میں سچ کہتی ہوں کہیں شادی بیاہ میں کسی بیوی کو اپنے سے بہتر زیور یا کپڑا پہنے دیکھتی ہوں تو ضرور میرا جی کُڑھتا[7] ہی۔ اور بچوں کا بھی یہی حال ہی کوئی چیز کسی کے پاس ذرا دیکھ پائیں جب تک ویسی ہی موجود نہ ہو جائے میری جان[8] کھا جائیں۔ لیکن ہماری بہن کے دل میں کبھی ایسا خیال ہی نہیں آیا۔ اگر مجھ پر اُن کو حسد[9] ہوتا تو موقع تھا۔ لیکن میرے اور میرے بچوں کے زیور اور کپڑے دیکھ کر باغ باغ[10] ہو جاتی ہیں اور ہر چیز پر لٹّو ہو جاتی ہیں ماشاء اللہ چشم بد دور اللہ زیادہ اللہ نصیب کرے۔ بچے ہیں کہ دُنیا کی نعمت اُن کے سامنے رکھ دو آنکھ اُٹھا کر بھی تو نہیں دیکھتے۔ نصوح۔ سچ ہی اَلْغِنیٰ غِنَی النَّفْسِ[11] تونگری بدل ست نہ بہ مال[12]۔ دُنیا کے مال و حشمت[13] کی اُن کی نظروں میں قدر ہی نہیں پھر حسد کیوں کریں۔ فہمیدہ۔ اور مجھ سے اور میرے بچوں سے اِس قدر محبت کرتی ہیں کہ ڈولی سے اُترتی ہیں تو اوپر تلے بلائیں لیے چلی جاتی ہیں۔ بلکہ مجھ کو اُن کے بچوں سے ذرا بھی اُنس نہیں نصوح۔ اُن کی یہ محبت اور ہمدردی خدا پرستی کی وجہ سے ہی اور کچھ تمھاری تخصیص نہیں سب کے ساتھ اِن کی یہی کیفیت ہو گی۔ فہمیدہ۔ بچوں کو کچھ ایسا سدھا رکھا ہی کہ کبھی آپس میں لڑتے ہی نہیں۔ ایک ہمارے بچے ہیں کہ ایک دم کو ایک کی ایک سے نہیں بنتی۔ نصوح۔ یہ اُن کی تعلیم و تلقین کا نتیجہ اور اُن کے اپنے عمدہ نمونے کا اثر ہی۔ مگر تم اُن کو اکثر مہمان بُلا کر اپنے یہاں رکھا کرو کہ ہمارے گھر پر بھی اُن کا پرتو[14] پڑے۔ فہمیدہ۔ ہماری بہن غیرت مند بڑی ہیں۔ میں نے کئی بار اُن سے کہا تو یہی جواب پایا کہ میرے

---

۱ سورۂ فاتحہ سے چل کر سورۂ مائدہ پھر سورۂ یونس سورۂ بنی اسرائیل پھر سورۂ شعرا پھر سورۂ الصافات پھر سورۂ ق یوں سات دن میں قرآن ختم کیا جائے تو فمی بشوق کی منزل کہلاتی ہی ۱۲ ۲ اللہ پاک ہی کسی کی تعریف کرنی ہو تو سبحان اللہ کہہ لیا کرتے ہیں ۱۲ ۳ خوش وخرم ۴ تنگی ۱۲ ۵ بے پروا ۱۲ ۶ ندیدہ کی ضد ۱۲ ۷ رنج ہوتا ہی ۱۲ ۸ حیران کریں۔ دق کریں ۱۲ ۹ دوسرے کو خوش حال دیکھ کر جل جانا ۱۲ ۱۰ مارے خوشی کے باغ کی طرح کھلی پڑتی ہیں ۱۲ ۱۱ اصل امیری تو دل کی امیری ہی ۱۲ ۱۲ امیری دل سے ہوتی ہی نہ مال سے ۱۲ ۱۳ ساز و سامان نوکر چاکر وغیرہ ۱۲ ۱۴ سایہ ۱۲

ساتھ بکھیڑا بہت ہی تمھاری سسرال والے نہیں معلوم دل میں کیا سمجھیں کیا کہیں ان سے میرا آنا نہیں ہو سکتا۔ خدا کرے کہ تم بیٹے بیٹیوں کی شادیاں کرو بیاہ کرو تو دیکھو بے بلائے پہنچتی ہوں یا نہیں۔ نصوح۔ کوئی سامان ایسا نہیں ہو سکتا کہ ان کو فکر معاش سے فارغ البال[۱] ہو۔ فہمیدہ۔ وہ ہمارے بہنوئی صاحب کچھ اس کی پے روی ہی نہیں کرتے جب کبھی ان سے اس کا مذکور آیا بس ایک چلتی سی بات یہی کہہ دیا کرتے ہیں کہ جتنا ہم کو اب ملتا ہے دنیا میں زندگی بسر کرنے کے لیے کافی ہے کون دردِ سر مول لے۔ نصوح۔ گھر میں تکلیف رہا کرتی ہوگی۔ فہمیدہ۔ تکلیف تو ہونی چاہیے بیس روپے مہینے کی نوکری اور ہمارے بہنوئی کی سی احتیاط اللہ رکھے آٹھ برا کنبہ۔ مگر جیسا میں نے تم سے کہا جب سنا ان کو شکر گزاری ہی کرتے سنا اور کچھ خدا نے برکت بھی ایسی ہی دی ہے کہ کپڑا۔ لتا گہنا پاتا۔ سامانِ ظاہر حیثیت کے موافق کچھ برا نہیں۔ کسی کے قرضدار نہیں۔ نیوتے[۲]۔ بیوہار[۳] کے ایسے کھرے کہ اگر کسی نے ان کے گھر ایک روپیہ دیا ہوگا تو انھوں نے دو ضرور دیے ہوں گے غرض کنبے اور برادری میں بھی کسی سے شرمندہ نہیں۔ نصوح۔ بڑی ہی اچھی زندگی ہے۔ فہمیدہ۔ اس میں شک نہیں۔ کیسی ہی مصیبت ہو میں نے ان کو مضطر[۴] اور بے قرار نہیں دیکھا۔ ہر بات میں اللہ پر توکل خدا پر بھروسا۔ نصوح۔ مجھ کو حیرت ہے کہ تم دو نو سگی بہنیں اور عادتوں میں اتنا تفاوت[۵]۔ فہمیدہ۔ ماں کے گھر تک تو میرا بھی یہی حال تھا۔ انھوں نے ہم دو نو کو یکساں سکھایا برابر پڑھایا۔ مگر برا مت ماننا۔ میں تمھارے پلّے پڑی۔ تمھارے گھر میں آکر جو دیکھا تو دین کا کچھ تذکرہ نہ پایا۔ رفتہ رفتہ نماز وغیرہ کی سب عادتیں چھوٹ گئیں۔ ہماری ماں اللہ جنت نصیب کرے بڑی ہی دیندار تھیں جب دلہن کو رخصت کرتے ہیں تو دستور ہے کہ بیٹی کی ماں بیٹے کی ماں سے کہا کرتی ہے کہ میں تمھاری خدمت کو یہ لونڈی دیتی ہوں۔ ہماری ماں نے مجھ کو اب تک یاد ہے رخصت کرتے وقت اماں جان سے یہ کہا تھا کہ دیکھو بوا میری لڑکی نے آج تک نماز قضا نہیں کی اب میں اس کو تمھارے سپرد کرتی ہوں اتنا خیال رکھنا کہ اس کی نماز قضا نہ ہو ورنہ میں بری الذمہ[۶] ہوں اس کا وبال اس پر ہوگا یا تمھاری گردن پر۔ جب میں نئی نئی بیاہ کر آئی تو شرم کے مارے اٹھتی میں نہ تھی چلتی پھرتی میں نہ تھی تمام کنبے کی عورتیں ایک دم کو مجھ سے الگ نہ ہوتی تھیں کہ میں تنہائی پا کر دو رکعت نماز پڑھ لیتی۔ اور

[۱] بے فکری ۱۲ [۲] شادی بیاہ میں جو دوست آشنا رشتہ دار ایک دوسرے کی مدد کریں نقد سے یا زیور سے یا کپڑے سے اس کو نیوتہ کہتے ہیں ۱۲
[۳] لین دین ۱۲ [۴] مضطر اور بیقرار ہم معنی ہیں ۱۲ [۵] فرق ۱۲ [۶] یعنی میرے ذمے الزام نہیں ۱۲

باوجودے کہ میری اماں[۱] نے چلتے چلتے اماں جان سے کہہ دیا تھا مگر انھوں نے بھی کچھ خیال نہ کیا بس اُسی دن سے میری نماز جاتی شروع ہوئی۔ دو چار دن دل کو افسوس رہا ہوتے ہوتے عادت چھوٹ گئی اور ایسی شامت کی ماری آئی کہ پھر مجھ کو نماز نہ پڑھنے کا رنج بھی نہیں ہوتا تھا۔ غرض دنیا کی چند روزہ شرم نے مجھ کو بلکل بے دین بنا دیا اور میری وہی کہاوت ہوئی کہ جس تے کی شرم اُس کے پھوٹے کرم[۲]۔ لیکن چونکہ نماز کی خوبی بچپن سے ذہن میں بیٹھ چکی تھی اب بھی اتنا تھا کہ جس دن سر دھویا[۳] دو چار وقت کی نماز ضرور پڑھ لیا کرتی تھی۔ یا کوئی بال بچہ بیمار ہوا تو نماز پڑھنے لگی خدا نے اُس تردد کو رفع کر دیا پھر چھوڑ دی۔ اب البتہ میں نے مصمم[۴] عہد کر لیا ہے کہ برابر نماز پڑھوں گی خدا میرے قول کو پورا کرے۔ نصوح۔ آمین ثم آمین۔ اس کے بعد فہمیدہ نے نیچے اُتر فوراً صالحہ کے واسطے ڈولی بھیجی اور لونڈیوں سے کہہ دیا کہ کہار سواری لے کر آئیں تو چپکے سے پہلے مجھ کو خبر دینا۔

نصوح اور منجھلے بیٹے علیم کی گفتگو

نصوح نے نماز عصر سے فارغ ہو کر منجھلے بیٹے علیم کو پچھوایا کہ دیکھو مدرسے سے آ گئے یا نہیں۔ معلوم ہوا کہ ابھی آ گئے ہیں اور کپڑے اُتار رہے ہیں تو کہلا بھیجا کہ اپنی ضرورتوں سے فارغ ہو کر ذرا کی ذرا میرے پاس ہو جائیں۔ تھوڑی دیر میں علیم مدرسے کا لباس اُتار کتابیں ٹھکانے سے رکھ باپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ دیکھتے ہی باپ نے کہا آؤ صاحب آج کل تو میں نے سنا ہے تم کو بہت ہی محنت کرنی پڑتی ہے۔ بیٹا۔ امتحان ششماہی[۵] قریب ہے اُسی کے واسطے کچھ تیاری کر رہا ہوں دن تھوڑے سے رہ گئے اور کتابیں دیکھنے کو بہت باقی ہیں۔ ہر چند ارادہ کرتا ہوں کہ رات کو گھر پر کتاب دیکھا کروں مگر نہیں بن پڑتا۔ لوگ جو بھائی جان کے پاس آ کر بیٹھتے ہیں ایسی اودھم[۶] مچاتے ہیں کہ طبیعت اُچاٹ[۷] ہوئی چلی جاتی ہے۔ باپ۔ پھر تم کچھ اس کا انسداد نہیں کرتے۔ بیٹا اس کا انسداد میرے اختیار سے خارج ہے اور رات رائگاں[۸] جاتی ہے۔ دن کو البتہ میں نے مکان کا رہنا چھوڑ دیا صبح ہوئی اور اپنے کسی ہم جماعت کے یہاں چلا گیا۔ باپ۔ اور بڑے امتحان کے واسطے بھی تم کچھ تیاری کر رہے ہو بیٹا

[۱] نصوح کی ماں مراد ہے ۱۲ [۲] نصیب ۱۲ [۳] عورتیں اپنے نہانے کو سر دھونا کہا کرتی ہیں ۱۲ [۴] پکا ۱۲ [۵] چھ ماہی ۱۲ [۶] غل شور ۱۲ [۷] اُچٹنے سے نکلا ہے یعنی برداشتہ ۱۲ [۸] ضائع۔ بے کار ۱۲